پروفیسر محمد اسلم

فتاویٰ نقشبندیہ

فتاویٰ نقشبندیہ، خواجہ معین الدین ابن خواجہ خاوند محمود نقشبندیؒ المعروف بہ حضرت ایشاں لاہوریؒ کی ایک گراں مایہ تصنیف ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ خانقاہ معلیٰ سری نگر کے کتاب خانے میں اور دوسرا مخطوطہ پشاور یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے[1] اس مخطوطے پر کتاب خانہ مدرسہ رفیع الاسلام پشاور کی سلپ چسپاں ہے اور یہ کبھی سرحد کے مشہور عالم مولانا فضل ہمدانی کی مِلک رہ چکا ہے۔ انھوں نے یہ مخطوطہ ۱۹ رمضان ۱۳۵۳ھ کو خریدا تھا۔ اس مخطوطے کا متن ۵۶۴ اوراق یعنی ۱۱۲۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک صفحے پر ۱۹ سطریں ہیں۔ مخطوطے کے آخر میں سنہ کتابت ۱۱۳۰ھ درج ہے۔

فاضل مصنف

مصنف نے اپنا نام فتاویٰ نقشبندیہ کے دیباچے میں ان الفاظ میں تحریر کیا ہے: العبد الضعیف الفقیر الی اللہ الصمد و النحیف المسکین ابوضیا معین الدین محمد بن قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین مطلع الانوار منبع الاسرار مبین الطریقۃ مظہر الحقیقۃ شیخ الشیوخ الاکابر عالم علمی البواطن والظواہر فی صدر القصد ہو المقصود خواجہ خاوند محمود النقشبندی العلوی الحسینی۔

مرآۃ طیبہ میں فاضل مصنف نے النقشبندی سے پہلے العطاری بھی رقم فرمایا ہے[2] موصوف لاہور کے مشہور نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاںؒ کے چوتھے فرزند تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ (م ۷۸۹ھ) کے داماد اور خلیفہ حضرت علاء الدین عطارؒ سے ملتا ہے۔

خواجہ معین الدین، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے اور حدیث اور متعلقہ مضمون پر ان کی گہری

---

[1] فتاویٰ نقشبندیہ، مخطوطہ عربی نمبر ۲۴۶، مخزونہ پشاور یونیورسٹی لائبریری

[2] معین الدین، مرآۃ طیبہ، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور۔ نمبر فارسی ۲۳۷۹، ورق ۲ ب

نظر تھی۔ مرآۃ طیبہ کے دیباچے میں موصوف اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ ۱۰۶۴ھ تک وہ طلبہ کو چھ بار صحیح بخاری اور بیس بار صحیح مسلم، تین بار سنن ترمذی اور آٹھ بار مشکوٰۃ شریف ختم کرا چکے ہیں[53] اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے خود کو حدیث کے درس و تدریس کے لیے وقف کر دیا تھا۔

خواجہ معین الدین کی زندگی کا بیشتر حصہ سری نگر میں اپنے والد بزرگوار کی تعمیر کردہ خانقاہ میں گزرا اور وہیں انھوں نے ۱۶۷۴ء میں وفات پائی[54] خواجہ محمد اعظم دیدہ مری رقم طراز ہیں کہ وفات کے وقت ان کی عمر ستر برس سے متجاوز تھی[55] ان کے تین بڑے فرزند ان کی زندگی ہی میں رحلت کر گئے تھے اس لیے خواجہ صاحب کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ نے کم سن بچوں کی پرورش کے علاوہ خانقاہ کی دیکھ بھال بھی اپنے ذمے لے لی[56]

وادیِ کشمیر میں نقشبندیہ سلسلے کی ترویج میں خواجہ معین الدین کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ انھوں نے کشمیری مسلمانوں میں اتباعِ شریعت کا جذبہ پیدا کیا اور بدعات کے خاتمے میں بڑی سرگرمی دکھائی[57] موصوف اپنے ورع و تقویٰ کی وجہ سے اپنے ہم عصر علما و صلحا میں بہت مقبول تھے[58] ان کے احوال و آثار پر قاضی محمد عمران کا ایک فاضلانہ مضمون ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ میں شائع ہو چکا ہے[59]

خواجہ معین الدین نے چھوٹی بڑی نو کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سے زبدۃ التفاسیر، کتابِ رضوانی، مرآۃ طیبہ، کنز السعادت اور فتاویٰ نقشبندیہ خاص طور پر مشہور ہیں۔ خواجہ صاحب کے بعض سوانح نگاروں نے ان کی تصانیف میں مقاماتِ محمودیہ یا کتابِ محمودیہ کو بھی شامل کیا ہے[60]، یہ صحیح نہیں ہے۔

---

[53] معین الدین، مرآۃ طیبہ، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، نمبر فارسی ۲۳۷۹، ورق ۱۲۱ ب

[54] مفتی غلام سرور، حدیقۃ الاولیا، مطبوعہ لاہور ۱۹۰۶ء، ص ۱۲۶

[55] محمد اعظم دیدہ مری، تاریخ کشمیر اعظمی، طابع غلام محمد نور محمد تاجرانِ کتب سری نگر، ص ۱۶۹

[56] محمد حسن، تاریخ حسن، مطبوعہ سری نگر ۱۹۶۰ء، ج ۲، ص ۶۸ -

[57] محمد اسحاق بھٹی، فقہائے ہند، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ج ۴، حصہ ۲، ص ۳۷۶

[58] رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۱۴ء، ص ۲۲۹

[59] ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ، بابت مارچ ۱۹۶۸ء

[60] مفتی غلام سرور، حدیقۃ الاولیا، ص ۱۲۵ — فٹ نوٹ محررہ محمد اقبال مجددی

مقاماتِ محمودیہ دراصل مرآۃ طیبہ ہی کا دوسرا نام ہے، جیسا کہ خواجہ صاحب کے اس شعر سے ظاہر ہے:

لو طلبت تاریخ تالیف مقامات محمودیہ — لو وجدت تاریخ فی مرآۃ طیبۃ[11]

مرآۃ طیبہ کی تاریخی اور تصنیفی اہمیت پر راقم الحروف کا ایک طویل مضمون مجلہ سہ ماہی اردو کراچی میں طبع ہوچکا ہے[12]

فتاویٰ نقشبندیہ

راقم الحروف یکم اکتوبر ۱۹۷۹ء اور ۱۹ نومبر ۱۹۸۱ء کو اس مخطوطے کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں قیامِ سری نگر کے دوران میں خانقاہِ معلّٰی میں اس مخطوطے کو دیکھنے کی بڑی کوشش کی لیکن لائبریرین صاحب کی سری نگر سے غیر حاضری کی بنا پر اس سعادت سے محروم رہا۔ پشاور یونیورسٹی لائبریری کے مخطوطے کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

الحمد للہ الذی رفع اعلام العلماء العاملین الصالحین وخفض رایات الجہال الضالین الطالحین وھدم اساس الکفر والبدعۃ والاھوا و بنی بنیان الشریعۃ النبویۃ البیضاء . . . . الخ[13]

خواجہ معین الدین تحریر فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مسائلِ شریعت کی تلخیص میں صرف کیا ہے[14] اور فتاویٰ نقشبندیہ کی تالیف کے دوران میں انھوں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے:

خلاصہ، خزانۃ المفتین، القنیہ، المنیۃ، منیۃ المصلی، المضمرات، ظہیریۃ، فصول العمادی، فتاویٰ خانی، سراجی، فتاویٰ قاضی خان، ہدایہ، الحمادی، خزانۃ الروایات، ابراہیم شاہی، خزانۃ الفقہ، جامع الرموز، تتارخانیہ، جواہر الفتاویٰ، الکافی، دستور القضاۃ، شرح وقایۃ، تحفۃ الفقہاء[15]

فتاویٰ نقشبندیہ میں خواجہ معین الدین نے ان عنوانات پر قلم اٹھایا ہے۔ کتاب العلم، کتاب

---

[11] معین الدین، مرآۃ طیبۃ، ورق ۴ الف

[12] مجلہ سہ ماہی اردو کراچی، بابت ماہ اپریل تا جون ۱۹۸۰ء۔

[13] فتاویٰ نقشبندیہ، ورق ۱ ب [14] ایضاً، ورق ۲ ب — صرفت بعض عمری الی تلخیص مسائل مہمات من کتب المعتبرۃ — [15] ایضاً، ورق ۳ الف

الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب النفقہ، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب السرقہ، کتاب السیر، کتاب العتاق، کتاب الحدود، کتاب اللقطہ، کتاب الاعتقاد، کتاب الاطعمۃ، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، کتاب البیع، کتاب الکفالۃ، کتاب الشہادۃ، کتاب الحوالۃ، کتاب القضایا، کتاب الوکالۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الاقرار، کتاب الودیعۃ، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب العاریۃ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الماذون، کتاب الغصب، کتاب المزارعۃ، کتاب المساقات، کتاب الذبائح، کتاب الاضحیۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الصید، کتاب احیاء الموت، کتاب القتل، کتاب الحیل، کتاب الرہن، کتاب الجنائز، کتاب الفرائض، کتاب الخنثیٰ، مشکلات الفقہ[۱۶]

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ممکن حد تک فاضل مصنف حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور پھر ائمہ کے اقوال درج کرتے ہیں۔ جب ایک مسئلے پر بحث ختم کرتے ہیں تو آخر میں یہ لکھ دیتے ہیں کہ راجح قول فلاں امام کا ہے۔

طالب علم کا درجہ اور علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے خواجہ معین الدین فرماتے ہیں:

قال علیہ السلام: طالب العلم افضل عند اللہ من المجاہدین والمرابطین والحجاج والعمار والمعتکفین والمجاورین واستغفرت لہ الشجر والبحار والریاح والسحاب والنجوم وکل شیئ طلعت علیہ الشمس[۱۷]

ایک دوسرے موقعے پر خواجہ صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہے:

وفی الحدیث یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء مع دم الشہداء[۱۸]

کتاب الصلوٰۃ میں فاضل مصنف نے بڑا زورِ قلم دکھایا ہے۔ تارک الجماعۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی دعا اور صدقہ قبول نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں دنیا و آخرت میں نصرتِ خداوندی اس کے شاملِ حال نہ ہوگی اور وہ اپنے پروردگار کی رحمت سے محروم رہے گا۔ تارک الجماعۃ، شارب الخمر، محتکر

۱۶؎ ماہنامہ برہان دہلی بابت نومبر ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن قاسمی کا فقہ حنفی کی ایک نادر کتاب مجمع البرکات پر تعارفی مضمون طبع ہوا ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ فتاویٰ نقشبندیہ اور مجمع البرکات کے عنوانات بالکل ایک سے ہیں۔

۱۷؎ خواجہ معین الدین، فتاویٰ نقشبندیہ، ورق ۵ الف ۱۸؎ ایضاً

اور سود خور سے بھی زیادہ بُرا ہے اور اس کا، جھوٹے گواہ، عاق شدہ اور اللاطہ کی طرح جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے[۱۹]۔

امام کے بارے میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں،

یجب ان یکون امام القوم فی الصلوٰۃ افضلھم فی العلم والورع والتقویٰ والقرأۃ والحسب والنسب۔

ایک دوسرے موقعے پر موصوف رقم طراز ہیں:

ویجوز الامامۃ العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولد الزنا وغیرھم[۲۰]

تاہم وہ نابینا کی امامت کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ اگر نابینا کے علاوہ اور کوئی شخص امامت کے لائق نہ ہو تو پھر اس صورت میں نابینا کی امامت میں کوئی کراہت نہیں[۲۱] برعظیم پاک و ہند کے مشہور نقشبندی بزرگ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ بھی ہر کسی کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز سمجھتے تھے۔ ان کے ایک نامور مرید شیخ محمد صالح کولابی اُن کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ "نماز را خلف ہر بر و فاجر جائز می دارند"[۲۲]

خواجہ معین الدین کی عمر کا بیشتر حصہ سری نگر میں گزرا جہاں موسم سرما میں شدید سردی ہوتی ہے۔ موصوف اپنے والدِ بزرگوار کی زندگی میں لاہور کی گرمی بھی مشاہدہ کر چکے تھے۔ اس لیے فتاویٰ نقشبندیہ کی تدوین کے وقت انھوں نے موسم کی شدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ سخت سردی یا سخت گرمی کے وقت مسجد کی بجائے مدرسہ یا کسی ایسی ہی جگہ میں جماعت کرنا جائز ہے[۲۳]

وتروں کے بارے میں ان کا یہ موقف ہے کہ عام حالات میں وتر گھر میں ادا کرنے افضل ہیں۔ نمازِ تراویح کے بارے میں موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے۔ اسے جماعت کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے۔ مسجد میں نمازِ تراویح ادا کرنا سنت علیٰ وجہ الکفایہ ہے۔ اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوگی تو سب لوگ گناہ گار ہوں گے[۲۴] صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں خواجہ معین الدین لکھتے ہیں کہ اس کا بڑا ثواب اور

---

۱۹ خواجہ معین الدین، فتاویٰ نقشبندیہ، ورق ۴۴ الف

۲۰ ایضاً، ورق ۵۳ الف ۲۱ ایضاً

۲۲ محمد صالح کولابی، رسالہ در احوال و اعمال و عقاید حضرت مجدد الف ثانی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، عربی ۹۳۶، ورق ۱۲۰ الف۔

۲۳ خواجہ معین الدین، فتاویٰ نقشبندیہ، ورق ۵۵ ب ۲۴ ایضاً، ورق ۶۱ ب

کثیر متفق ہے۔ انھوں نے اس ضمن میں حضرت عباسؓ، ابنِ عباسؓ اور ابن عمرؓ سے روایات بھی نقل کی ہیں۔[65] اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ انھوں نے تین چار صفحات میں مریض کی نماز کے مسائل درج کیے ہیں اور مریض کے لغوی معنی بھی بیان کیے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ شریعت کی رو سے مریض کسے کہتے ہیں۔

خشکی اور تری میں مسافر کو نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے۔ شریعت کی رو سے سفر کا اطلاق کتنی مسافت طے کرنے پر ہوگا۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ مسافر صرف ظہر، عصر اور عشا کے فرض قصر پڑھے گا۔ فجر اور مغرب کے فرضوں میں کسی طرح کی تخفیف نہیں ہوگی۔ یہ عجیب بات ہے کہ وہ فرض تو قصر ادا کرے گا لیکن سنتوں میں کسی تخفیف کا مستحق نہیں ہے۔[66] فاضل مصنف نے نماز استسقا، نماز خوف، نماز کسوف و خسوف اور کعبے کے اندر نماز ادا کرنے کے مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔

خواجہ صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی بچہ خطبۂ جمعہ پڑھے، تو یہ عمل درست ہوگا، بشرطیکہ اسے والی نے خطبہ دینے کا منشور عطا کیا ہو۔ نابالغ خطبہ دے سکتا ہے لیکن امامت نہیں کروا سکتا، امامت ہر حال میں بالغ مرد ہی کرے گا۔[67] خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نمازی دورانِ نماز تشہد سے پہلے قہقہہ لگائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن تشہد کے بعد قہقہہ لگانے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ چار مواقع ایسے ہیں جہاں بات چیت مکروہ ہے۔ ویکرہ الکلام فی المسجد وخلف الجنازۃ وفی الخلاء وفی حالۃ الجماع۔[68]

خواجہ معین الدین فرماتے ہیں کہ علم السحر، نیرنجات، طلسمات، علم النجوم اور ان سے ملتے جلتے علوم کی تحصیل "غیر محمود" ہے۔[69] اس لیے ان کے حصول میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ علمائے ماوراالنہر نے تو فلسفے اور منطق کی تحصیل کو برا جانا ہے اور ایسے طلبہ کا وظیفہ بند کرنے کی سفارش کی ہے جو فلسفہ اور منطق پڑھنے پر مصر ہوں۔[70]

فتاویٰ نقشبندیہ اپنے موضوع پر بڑی اہم تصنیف ہے اور یہ مجمع البرکات اور فتاویٰ عالمگیریہ سے بھی قدیم ہے لیکن ابھی تک کسی اسکالر نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس زمانے میں جب کہ پاکستان میں قوانینِ شریعت کے نفاذ پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے، اس کی کتاب الزکوٰۃ اور وہ ابواب جن کا تعلق ٹیکسیشن کے ساتھ ہے، ان کے ترجمے اور اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔

---

[65] خواجہ معین الدین، فتاویٰ نقشبندیہ، ورق ۷ب [66] ایضاً، ورق ۱۷

[67] ایضاً، ورق ۴۷ب [68] ایضاً، ورق ۳۶ب [69] ورق ۶، الف

[70] فضل اللہ بن روزبہان۔ سلوک الملوک، مطبع حیدرآباد دکن ۱۹۶۶ء، ص ۶۸